Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The effects of the principle of non-harm on Urdu fatwas: An analytical study of selected fatwas

اصول عدم حرج کے اردو فتاوی پر اثرات: منتخب فتاوی کا تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. Hafiz Muhammad Ammar (Corresponding Author)
Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies (IIS), University of the Punjab, Lahore, Punjab, Pakistan. Hafizammar456@gmail.com

2. Dr. Saeed Ahmed Saeedi
Associate Professor, Institute of Islamic Studies (IIS), University of the Punjab, Lahore, Punjab, Pakistan.

Citation

Ammar, Hafiz Muhammad and Dr. Saeed Ahmed Saeedi " The effects of the principle of non-harm on Urdu fatwas: An analytical study of selected fatwas."Al-Marjān Research Journal, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 350– 367.

Submission Timeline

Received: Sep 17, 2024
Revised: Oct 07, 2024
Accepted: Oct 28, 2024
Published Online: Nov 10, 2024

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

The effects of the principle of non-harm on Urdu fatwas: An analytical study of selected fatwas

اصول عدم حرج کے اردو فتاوی پر اثرات: منتخب فتاوی کا تجزیاتی مطالعہ

*حافظ محمد عمار *ڈاکٹر سعید احمد سعیدی

Abstract

Islam is a religion of ease and simplicity. Recognizing human nature and its inherent needs, Allah Almighty has structured His commands to ensure they align with human requirements and welfare, removing every form of hardship and inconvenience from human life. Whenever a command exceeds human capacity or entails excessive difficulty, either the command is abrogated or its nature is altered to accommodate ease. This principle of facilitation is not limited to a specific aspect of life but encompasses all dimensions, including worship, transactions, social relations, economy, and politics. The foundational principle of "La Haraj" (the removal of hardship) serves as the basis of all Islamic injunctions. Contemporary Islamic scholars and jurists have extensively applied this principle while addressing modern and contemporary issues in their legal verdicts. They have resolved complexities and potential difficulties in various domains by applying this principle within specific limits and conditions. This research article, titled "The Principle of La Haraj and Its Impact on Urdu Fatwas: An Analytical Study of Selected Fatwas," examines the influence of the principle of ease on the evolution of Islamic jurisprudence in contemporary times. By analyzing selected Urdu fatwas, the study highlights how jurists have successfully integrated this principle to address pressing modern issues, ensuring that Islamic rulings remain practical and relevant while upholding the core values of the Shariah. The research underscores the flexibility of Islamic law in mitigating hardship and its ability to cater to the evolving needs of society.

Keywords: Islam, Ease and Simplicity, La Haraj (Removal of Hardship), Islamic Jurisprudence, Fatwas, Contemporary Issues, Modern Challenges, Shariah Principles, Flexibility in Islam.

* پی ایچ ڈی اسکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز (IIS)، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پنجاب، پاکستان۔
* ایسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز (IIS)، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پنجاب، پاکستان۔

تعارف موضوع

دین اسلام ایک فطری دین ہے اور اللہ تعالی نے جتنے بھی احکام دیے ان میں بندوں کی آسانی اور سہولت کو پیش نظر رکھا ہے۔ احکام شرعیہ میں سہولت و مصلحت یہ ہے کہ ان میں افراد کی عمومی قوت و استعداد اور انفرادی و اجتماعی حالات کالحاظ رکھا جاتا ہے۔ احکام شرعیہ عام حالات میں مسلمانوں کی اکثریت کیلئے قابل عمل ہیں، لیکن جب حالات عام نہ رہیں تو ان میں مزید آسانی اور سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ احکام کی بجا آوری میں ہر فرد اپنی استطاعت اور بساط کے مطابق ہی مکلف قرار دیا گیا ہے، کسی بھی فرد پر اس کی قوت و طاقت سے زیادہ بوجھ اور ذمہ داری نہیں ڈالی گئی ہے۔ جب کوئی کام انسان کی قدرت اور ہمت میں نہیں رہتا تو وہ اس کا مکلف بھی نہیں ٹھہرتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ضروریات، طبائع اور مشکلات سے بخوبی آشنا ہے اس نے احکام میں اپنے بندوں کیلئے آسانی، سہولت، تخفیف، عدم حرج، قلت تکلیف، گنجائش اور تدریج کو نمایاں رکھا تاکہ اس کے بندے مشکلات، تنگیوں اور تکالیف سے محفوظ رہیں۔ اسلامی تعلیمات کا دائرہ کار صرف عبادات تک ہی محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر محیط ہے۔ ہر دور میں انسانی زندگی سے متعلق مسائل اس دور کے مطابق بدلتے ہیں لہذا اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مسلم معاشرہ میں فتاویٰ کا نظام قائم ہوا اور امت مسلمہ کی معاصر مسائل میں رہنمائی کو یقینی بنایا گیا۔ شریعت کی واضح تعلیمات اور فقہاء کے اجتہادات کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کا نام 'فتویٰ' ہے۔

قرآن وحدیث کے احکام میں تو کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور وہ ہمیشہ اسی تفصیل کے ساتھ باقی رہیں گے لیکن اجتہادی احکام کی بنیاد بعض اوقات وقتی حالات، رواجات اور موجودہ آلات و وسائل پر ہوتی ہے، لہذا اسلامی قانون میں بعض حصوں کا ہمیشہ اپنی حالت پر قائم رہنا جہاں اس کو استحکام اور عدل وانصاف قائم کرنے کی صلاحیت فراہم کرتا ہے تو دوسری طرف فقہ و فتاویٰ میں اپنے عہد کی تبدیلیوں کو قبول کرنے کی صلاحیت اس کو ہر عہد میں قابل عمل بنائے رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے فتاوی کی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔

فتاوی ادب کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علمی میدان میں درج ذیل جہات پر کام کیا گیا ہے:

* تاریخی تناظر میں فتاوی کا ارتقائی جائزہ
* معاصر فتاوی اور دہشت گردی کے مسائل کا جائزہ
* مختلف مکاتب فکر کے فتاوی کا تجزیاتی مطالعہ
* فتاوی کا موضوعاتی مطالعہ جس میں معاشی، معاشرتی، سیاسی اور عائلی موضوعات شامل ہیں۔
* مختلف فتاوی کی تحقیق و تخریج
* فتاوی میں موجود مباحث سیرت کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

فتاوی ادب میں ان جہات پر کام ہوا ہے لیکن فتاوی ادب میں عدم حرج کے اطلاقات پر کام نہیں کیا گیا اسی لیے اس موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے تاکہ اصول عدم حرج کے فتاوی میں اطلاقات کو سامنے لایا جاسکے۔

مبحث اول: حرج اور عدم حرج کے مفاہیم، اطلاقات اور مترادفات

أ. حرج کا لغوی مفہوم

حرج کا اطلاق کئی معانی پر ہوتا ہے جن میں تنگی، گناہ اور حرام کے معنٰی پائے جاتے ہیں جیسا کہ "رجل حرج "کا معنی گناہگار آدمی اور "صدر حرج "کا معنی تنگ سینہ ہے۔ اسی طرح اس جگہ کو بھی حرج کہا جاتا ہے جہاں گھنے درخت ہوں اور وہاں سے کسی بھی چیز کا داخل اور خارج ہونا ممکن نہ ہو۔[1]

ابن اثیر لکھتے ہیں:

" الحَرَجُ فِي الأَصل الضِّيقُ، وَيَقَعُ عَلَى الإِثم وَالْحَرَامِ"[2]

حرج اصل میں تنگی کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق گناہ اور حرام پر بھی ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس حرج کے معنی بیان کیے گئے ہیں

هُوَ الْمَوْضِعُ الْكَثِيرُ الشَّجَرِ الَّذِي لَا يَصِلُ إِليه الراعِيةُ"[3]

وہ جگہ جہاں اتنے زیادہ درخت ہوں کہ وہاں چرواہے کا پہنچنا ممکن نہ ہو۔

ب. حرج کا اصطلاحی مفہوم

حرج اصطلاح میں اس چیز کو کہتے ہیں جو مشقت زائدہ کی طرف لے کر جائے اس کا تعلق بدن ہو، نفس سے ہو، یا مال سے ہو حالاً ہو یا مآلاً ہو۔ بدن سے ہو یعنی آلام اور امراض وغیرہ، نفس سے ہو جیسے آلام نفسیہ وغیرہ مال سے ہو جیسے ضیاع مال، اتلاف مال، غبن مال وغیرہ۔ حالا اور مآلا ہو نے کا مطلب ہے کہ حرج فی الفور ہو یا مستقبل میں تنگی کے وقوع کا امکان ہو۔ جیسا کہ ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ نے ذکر کیا ہے:

الحرج كل ما ادى الى مشقة زائدة فى البدن او النفس او المال حالا او مآلا[4]

حرج سے مراد ہر وہ چیز جو بدن، نفس یا مال میں ایسی مشقت کا سبب بنے جو زائدہ ہو چاہے فی الفور ہو یا بعد میں۔

ت. عدم حرج کا شرعی مفہوم

حرج چونکہ اس حالت کو کہتے ہیں جس سے نکلنا ممکن نہ ہو جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس کا قول ہے کہ "الحرج ما لا مخرج له"[5] لہٰذا عدم حرج سے مراد ایسے حالات کو دور کرنا ہے کہ جس میں تنگی، مشقت، گناہ یا حرام میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو۔

---

1. Aḥmad bin Muḥammad Al-Fayūmī, *Al-Miṣbāḥ Al-Munīr* (Bayrūt: Al-Maktabah Al-Ilmiyyah, n.d.), vol. 1, p. 175
2. Ibn Manẓūr, Al-Afrīqī, *Lisān Al-ʿArab* (Bayrūt: Maktabah Dār Ṣādir, 1414H), vol. 2, p. 233
3. Ibn Manẓū, *Lisān Al-ʿArab*, vol. 2, p. 234.
4. Ṣāliḥ bin ʿAbdullāh bin Ḥamīd, *Rafʿ Al-Rajʿ Fī Al-Sharīʿah Al-Islāmīyah* (Maktabah Iḥyāʾ Al-Turāth Al-Islāmī, 1403H), p. 47

ڈاکٹر عمر کامل لکھتے ہیں:

فرفع الحرج يشتمل فى ازالة ما فى التكاليف الشاقة من المشقة الزائدة فى البدن ،او النفس،او المال ،و ذالک برفع الکتليف من اصله، او بتخفيفه، او بالتخيير فيه، او بان يجعل له مخرج[6]

رفع حرج سے مراد ایسی سخت تکالیف جن کا تعلق بدن، نفس یا مال میں مشقت زائدہ سے ہو دور کرنا ہے چاہے اس کا تعلق کسی حکم کو ختم کرکے ہو یا اس میں تخفیف کرکے یا اس میں اختیار دے کر یا اس سے نکلنے کی کوئی اور صورت کے ذریعے۔

لیکن حرج کا اطلاق ہر قسم کی تنگی پر نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد صرف وہی مشقتیں ہیں جو کہ غیر معمولی ہیں اور بندوں کے لیے حقیقی مشکلات کا باعث ہیں۔ جیسا کہ علامہ شاطبی فرماتے ہیں۔

اصل الحرج الضيق فما كان من معتادات المشقات ففى الاعمال المعتاد مثلها فليس بحرج لغة ولا شرعا۔[7]

حرج اصل میں تنگی کو کہتے ہیں لہذا وہ امور جو عادتا ہوں ان میں مشقت بھی عادتا ہو یعنی معمول کا حصہ ہو ان مشقتوں کو نہ تو لغوی اعتبار سے حرج کہا جائے گا اور نہ ہی شرعی اعتبار سے۔

یعنی حرج کا اطلاق صرف انہی مشقتوں پر ہوتا ہے جو غیر معتاد یعنی معمول سے ہٹ کر ہوں۔ وہ امور جن کو انسان عادتا (یعنی روزانہ کے کام کاج کا حصہ ہوتے ہیں) کرتا ہے ان امور میں پیش آنے والی مشقتوں پر حرج کا اطلاق نہیں ہوگا۔ مثلا سفر غیر معتاد ہے روزانہ کے معمول شامل نہیں ہوتا اسی لیے شریعت نے حرج سے بچانے کے لیے موزوں پر مسح کی اجازت دی اور نماز کو قصر کر دیا۔

ث. حرج کے اطلاقات

حرج کا اطلاق کئی معانی پر ہوتا ہے لیکن ہر معنی میں ضیق یعنی تنگی والا معنی پایا جاتا ہے۔

i. کبھی حرج کا اطلاق شک پر ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا[8]

نہیں، (اے پیغمبر) آپ کے پروردگار کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں میں آپ کو فیصل نہ بنائیں، پھر آپ جو کچھ فیصلہ کریں اس کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اس کے آگے مکمل طور پر سر تسلیم خم کردیں۔

5- Ibrāhīm bin Mūsā Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt* (Dār Ibn ʿAfān, 1417H), vol. 2, p. 272

6- Dr.ʿUmar Kāmil, *Al-Rukhsah Al-Sharʿīyah Fī Al-Uṣūl wa-Al-Qawāʿid Al-Fiqhīyah* (Makkah Al-Mukarramah: Al-Maktabah Al-Makkīyah, 1420H), p. 47

7 - Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, vol. 2, p. 159

8- Al-Nisāʾ 4:65

ii. کبھی حرج کا اطلاق تنگی اور سختی پر بھی ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاۗءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ[9]

غرض جس شخص کو اللہ ہدایت تک پہنچانے کا ارادہ کرلے، اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے، اور جس کو (اس کی ضد کی وجہ سے) گمراہ کرنے کا ارادہ کرلے، اس کے سینے کو تنگ اور اتنا زیادہ تنگ کر دیتا ہے کہ (اسے ایمان لانا ایسا مشکل معلوم ہوتا ہے) جیسے اسے زبردستی آسمان پر چڑھنا پڑ رہا ہو۔ اسی طرح اللہ (کفر کی) گندگی ان لوگوں پر مسلط کر دیتا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

iii. کبھی حرج سے مراد حرمت ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔

اللهم إني أحرج حق الضعيفين اليتيم والمرأة[10]

iv. کبھی حرج گناہ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے۔

لَيْسَ عَلَي الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْمَرِيْضِ حَرَجٌ[11]

ترجمہ: نابینا پر کوئی گناہ نہیں، اور لنگڑے پر کوئی گناہ نہیں، بیمار پر کوئی گناہ نہیں

ج. عدم حرج کے مترادفات

عدم حرج یا رفع حرج ایک ایسی اصطلاح ہے جو کہ اپنے اندر وسعت رکھتی ہے اور اس کی تفہیم کے لیے عدم حرج کے مترادفات کو جاننا ضروری ہے تاکہ مزید مفہوم واضح ہو جائے۔ عدم حرج کے مترادفات درج ذیل ہیں:

i. رخصت

رخصت کے معنی سہولت اور آسانی کے ہیں۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

الرخصة: ترخيص الله للعبد في أشياء خففها عنه. والرخصة في الأمر: وهو خلاف التشديد[12]

رخصت سے مراد اللہ کا بندوں کو تخفیف شدہ امور میں آسانی دینا ہے۔ کسی کام میں رخصت کا مطلب شدت کی مخالفت ہے۔

9- Al-Anʿām 6:125
10- Muḥammad bin Yazīd Al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah* (Dār Iḥyāʾ Al-Kutub Al-ʿArabīyah, n.d.), ḥadīth no. 3678
11 - Al-Fatḥ 48:17
12 - Ibn Manẓūr, *Lisān Al-ʿArab*, vol. 7, p. 40

علامہ شاطبی رخصت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وأما الرخصة: فما شرع لعذر شاق، استثناء من أصل كلي يقتضي المنع، مع الاقتصار على مواضع الحاجة فيه.[13]

رخصت وہ ہے جو کسی سخت عذر کی وجہ سے مشروع کی گئی ہو بطور استثناء کے ہر اس اصل سے جو تقاضا کرتی ہے رکنے کا۔ اس میں موجود حاجت والے پہلو کی بناء پر۔

ii. سہولت

سہولت کے معنی نرمی اور آسانی کے ہیں جیسا کہ صاحب تاج العروس لکھتے ہیں۔

يسره، وصيره سهلا، وفي الدعاء: سهل الله عليك الأمر[14]

سہولت سے مراد یسر اور کسی کام کو آسان بنانا ہے جیسا کہ دعا میں بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی یہ معاملہ آپ کے لیے آسان کر دے۔

iii. تخفیف

تخفیف، تشدید کی ضد ہے یعنی کسی کام کو آسان بنانا۔ امام جوزی فرماتے ہیں:

التخفيف: تسهيل التكليف، أو إزالة بعضه[15]

تخفیف نام ہے تکلیف کو آسان کرنے یا اس کا کچھ حصہ زائل کر دینے کا۔

iv. توسع

توسع وسع سے مصدر ہے اور یہ تنگی کی ضد ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں:

الوسع ما يسع الإنسان فيطيقه أخذه،ولو ضاق لعجز عنه. والسعة بمنزلة القدرة، فلهذا قيل: الوسع فوق الطاقة.[16]

وسعت اس کو کہا جاتا ہے جو انسان کے لیے کشادہ ہو اور وہ اس کو لینے کی طاقت رکھتا ہو۔ اگر تنگ ہو جائے تو وہ اس سے عاجز آجائے۔ وسعت منزلۂ قدرت کے ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وسعت طاقت سے اوپر کی چیز ہے۔

---

13 - Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt*, vol. 1, p. 466

14- Muḥammad bin ʿAbd Al-Razzāq Al-Zubaydī, *Tāj Al-ʿArūs* (Dār Al-Hidāyah, n.d.), vol. 29, p. 234

15 - ʿAbd Al-Raḥmān bin ʿAlī bin Muḥammad Al-Jawzī, *Zād Al-Masīr Fī ʿIlm Al-Tafsīr* (Bayrūt: Dār Al-Kitāb Al-ʿArabī, 1422H), vol. 1, p. 395

16- Muḥammad bin ʿUmar bin Al-Ḥasan Al-Rāzī, *Mafātīḥ Al-Ghayb* (Bayrūt: Dār Iḥyāʾ Al-Turāth Al-ʿArabī, 1420H), vol. 6, p. 461

v. رفق

رفق کے معنی نرمی، برداشت اور آسانی کے ہیں۔ علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

الرفق بكسر الراء وسكون الفاء بعدها قاف هو لين الجانب بالقول والفعل والأخذ بالأسهل وهو ضد العنف[17]

الرفق راء کے کسرہ اور فاء کے سکون کے ساتھ ہے اور اس کے بعد قاف ہے۔ اور یہ جانبین کا قول و فعل میں نرمی کرنا اور معاملات میں آسانی کرنا ہے اور یہ سختی کی ضد ہے۔

ابن اثیر فرماتے ہیں:

الرفق:لين الجانب، وهو خلاف العنف.[18]

رفق دونوں اطراف سے نرمی برتنے کو کہتے ہیں اور یہ سختی کی ضد ہے۔

vi. نسخ

نسخ سے مراد شارع کا کسی حکم شرعی کو دلیل شرعی کے ساتھ اٹھالینا ہے۔

النسخ رفع الحكم الثابت بدليل شرعي متأخر۔

نسخ سے مراد ایک حکم شرعی کو دوسری کسی شرعی دلیل سے دور کرنا ہے۔

vii. عفو

عفو کے معنی در گزر کرنے کے ہیں۔ الکلیات میں عفو کے یہ معنی کیے گئے ہیں۔

الْعَفو: كل من اسْتحق عُقُوبَة فتركتها فقد عفوته[19]

ہر وہ شخص جو سزا کا مستحق ہو پس وہ اس سزا کو ترک کر دے تو مطلب یہ ہے کہ اس نے اسے معاف کر دیا۔

viii. اباحت

اباحت کے معنی مکلف کو اختیار دینے کے ہیں۔ موسوعہ فقہیہ میں اباحت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

الإباحة تخيير من الشارع بين فعل الشيء وتركه، مع استواء الطرفين بلا ترتب ثواب أو عقاب،[20]

---

17 - Aḥmad bin ʿAlī bin Ḥajar Al-ʿAsqalānī, *Fatḥ Al-Bārī* (Bayrūt: Dār Al-Maʿrifah, 1379H), vol. 10, p. 449

18 - Majd Al-Dīn Abū Al-Saʿādāt Ibn Al-Athīr, *Al-Nihāyah Fī Gharīb Al-Ḥadīth wa-Al-Athar* (Bayrūt: Al-Maktabah Al-Ilmiyyah, 1399H), vol. 2, p. 246

19 - Ayūb bin Mūsā Abū Al-Baqāʾ, *Al-Kuliyāt* (Bayrūt: Maktabah Al-Risālah, n.d.), vol. 1, p. 598

20- Al-Mawṣūʿah Al-Fiqhīyah Al-Kuwaitīyah (Kuwait: Wizārat Al-Awqāf wa-Al-Shu'ūn Al-Islāmīyah, 1427H), vol. 1, p. 128

اباحت سے مراد شارع کا کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے میں اختیار دینا ہے دونوں صورتوں میں برابری کے ساتھ بغیر ثواب و عقاب کے یعنی کرنے یا نہ کرنے پر نہ ثواب ملے گا نہ ہی سزا۔

ix. تیسیر

تیسیر کے معنی سہولت، آسانی اور نرمی کے ہیں۔ معجم الوسیط میں ہے:

اليسر ضد العسر، أراد أنه سهل سمح قليل التشديد.[21]

یسر تنگی کی ضد ہے اس سے مراد سہوت، آسانی اور سختی کو کم کرنا ہے۔

مبحث دوم: عدم حرج کے اسباب اور صورتیں

أ. عدم حرج کے اسباب

حرج کو رفع کرنے والے اسباب درج ذیل ہیں:

1۔سفر 2۔مرض 3۔اکراہ 4۔نسیان 5۔ضرورت وحاجت
6۔جہل 7۔عسر 8۔عموم بلوی 9۔نقص

ب. عدم حرج کی صورتیں

شرعی احکام کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حرج کو رفع کرنے کی مختلف صورتیں ہیں:

i. اسقاط یعنی مامور بہ کو چھوڑ دینا

بعض اوقات مکلفین کی آسانی کے لیے مامور بہ کو ساقط کر کے حرج کو دور کر دیا جاتا ہے لیکن یہ اسقاط کسی انتہائی ضرورت اور متوقع تنگی کو دور کرنے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ جیسے نماز جمعہ، روزہ، حج و عمرہ وغیرہ شدید تنگی کی صورت میں ساقط ہو جاتے ہیں۔اسی طرح مجبوری کے عالم میں لونڈیوں سے شادی کرنا اور کفار مسلمانوں کو ڈھال بنائیں تو ان کے قتل کا جواز، کسی مسلمان کی زندگی کی بقاء کے لیے اسے نقصان سے بچانے کے لیے چھوٹ کا جواز۔اس قسم کے معاملات میں مامور بہ کو ساقط کرکے حرج کو دور کر دیا جاتا ہے۔

ii. تنقیص یعنی مامور بہ کو کم کر دینا

بسا اوقات مکلفین کی آسانی کے لیے مامور بہ میں کمی کر دی جاتی ہے مثلاً مسافر کے لیے نماز کو قصر کر دیا گیا اسی طرح وہ شخص جو نماز میں قیام و سجود پر قادر نہ تو اسے اشارے سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی گئی۔

---

[21] - Ibn Manẓūr, *Lisān Al-ʿArab*, vol. 5, p. 295

iii. تقدیم یعنی مامور بہ کو وقت سے پہلے کر دینا

بعض اوقات مکلفین کی آسانی کے لیے مامور بہ کی مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی کی اجازت دے دی جاتی ہے تاکہ حرج کو دور کیا جا سکے جیسے زکوۃ کے وجوب سے پہلے اسے ادا کرنا، قسم کے توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا وغیرہ

iv. تاخیر یعنی مامور بہ کو وقت سے مؤخر کر دینا

مقاصد شریعت کے حصول میں اگر حرج پیدا ہو رہا ہو تو بسا اوقات مامور بہ کو وقت مقررہ سے مؤخر کر دیا جاتا ہے تاکہ مکلفین سے حرج کو دور کیا جا سکے جیسے دو نمازوں کو صورتاً جمع کرنا جسے جمع صوری بھی کہا جاتا ہے یعنی ظہر کی نماز کو عصر تک اور مغرب کی نماز کو عشاء کے وقت تک مؤخر کرنا اور دونوں نمازوں کو اس طرح سے ملانا کہ مغرب کے آخری وقت میں مغرب ادا کی جائے اور عشاء کے اول وقت میں عشاء کو ادا کر لیا جائے۔

مکلفین کے حالات کو دیکھتے ہوئے مامور بہ کو مؤخر کر دینے کا مطلب اسے باطل کر دینا نہیں ہوتا بلکہ اس سے مقصود آسانی پیدا کرنا اور حرج کو دور کرنا ہوتا ہے اور بسا اوقات یہ تاخیر لوگوں کے لیے ترغیب کا باعث بنتی ہے جیسے ابتدائے اسلام میں نماز فرض نہیں ہوئی بلکہ نبی کریم ﷺ کے سفر معراج پر ہوئی، زکوۃ ہجرت مدینہ کے بعد اور اسی طرح جہاد بھی ہجرت مدینہ کے بعد فرض ہوا۔

v. ابدال یعنی ایک حکم کو دوسرے حکم کے ساتھ بدل دینا

حرج کو دور کرنے کی بسا اوقات یہ صورت ہوتی ہے کہ ایک مامور بہ کو دوسرے مامور بہ سے بدل دیا جاتا ہے تاکہ تنگی کو دور کر کر آسانی لائی جا سکے جیسے وضو اور غسل جنابت کے لیے پانی ضروری ہے لیکن اگر پانی دستیاب نہ ہو تو مٹی سے تیمم کر لیا جائے تو یہ وضو اور غسل جنابت دونوں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:۔ اسی طرح اگر نماز میں قیام ممکن نہ ہو تو بیٹھ جانا اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو لیٹ جانے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔

vi. ترخیص یعنی کسی حکم کی ادائیگی میں رخصت دے دینا

مکلفین سے حرج کو دور کرنے کے لیے بعض مخصوص حالات و واقعات کے پیش نظر جب مامور بہ کو اس کی تمام حدود و شرائط کے ساتھ ادا کرنا ممکن نہ ہو تو مامور بہ کی ادائیگی میں تخفیف کر دی جاتی ہے تاکہ مشقت کو دور کیا جا سکے۔ جیسے پانی سے اگر مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھنا، علاج کے لیے ناپاک اشیاء کا استعمال کرنا وغیرہ

vii. تغییر یعنی کسی حکم کو ادا کرنے کی کیفیت کو بدل دینا

بعض اوقات حرج کو دور کرنے کے لیے مامور بہ کی کیفیت کو تبدیل کر دیا جاتا ہے جیسے حالت خوف میں نماز کے معروف طریقے کا بدل جانا وغیرہ[22]

[22]- Zayn Al-Dīn bin Ibrāhīm Al-Najīm, *Al-Ashbāh wa-Al-Nazāʾir* (Bayrūt: Dār Al-Kutub Al-ʿIlmiyyah, 1419H), vol. 1, p. 71

مبحث سوم: معاصر فتاوی میں عدم حرج کے اطلاقات واثرات

شریعت کے تمام احکام کی بنیاد اہم شرعی اصول "عدم حرج" پر ہے اور انسانی زندگی کے ہر حصے میں اس اصول کے تحت ہی انسان کو احکام کا مکلف بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفتیان کرام نے بھی معاصر وجدید مسائل میں جہاں بھی حرج یا تنگی کی کوئی صورت پیدا ہوتی تھی وہاں اس اصول کو اپنے فتاوی کی بنیاد بنایا ہے اور چند حدود و شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے حرج کو دور کیا ہے۔ ذیل میں چند ایسے مسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ جن میں اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے فتوی دیا گیا ہے:

اً. اعضائے وضوء میں متاثرہ حصے کو چھوڑنے کی رخصت

وضوء میں تمام اعضائے وضو کا دھونا ضروری ہے البتہ اعضائے وضو میں سے کسی حصے پر کوئی زخم ہے اور اس پر کوئی پٹی بھی نہیں لگائی لیکن ایسی دوائی لگائی کہ جسکی وجہ سے جلد پر تہہ بن گئی ہے تو وضوء میں اس حصے پر محض پانی بہا دینا ہی کافی ہو گا اور اگر پانی بہانے میں تکلیف کا سامنا ہے تو محض مسح کافی ہو جائے اور اگر مسح بھی نہ کیا جا سکتا ہو حرج سے بچنے کے لیے وضوء میں اس حصے کو چھوڑنے کی رخصت ہو گی۔

نجم الفتاوی میں ہے:

> اگر کسی کے پاؤں میں زخم ہونے کی وجہ سے کوئی ایسی دوائی استعمال کی کہ جس سے پانی جلد تک نہیں پہنچ سکے تو حرج کی وجہ سے صرف پانی بہا دینا کافی ہو اور اگر دوا ایسی ہے کہ پانی بہانے میں بھی تکلیف ہو تو صرف مسح کرنا کافی ہے اور اگر مسح میں بھی تکلیف ہو تو مسح بھی چھوڑ دے صرف آس پاس کی جگہ کو دھو لینا کافی ہو گا۔[23]

رد المحتار میں علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

> "و ان لم یمسح بان لم یقدر علی المسح ترکه"[24]
>
> اعضائے وضو میں کسی حصے پر اگر مسح کی بھی قدرت نہ تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

ب. دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑوں کے استعمال میں رخصت

آجکل عموماً لانڈری سے کپڑے دھلوانے کا رواج پڑ چکا ہے اور وہاں پر کپڑوں میں پاکی اور ناپاکی کی صورتحال یقینی نہیں ہوتی اور کپڑے دھونے والے لوگ بھی اس بات کا خیال نہیں رکھتے۔ حلانکہ ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کے لیے اس کو تین مرتبہ دھو کر اچھی طرح سے نچوڑنے کا حکم ہے۔ بسا اوقات تو دھوبی حضرات کپڑے دھو کر گندی جگہ پر خشک کرتے ہیں۔ اب چونکہ یہ معاملہ رواج چکا ہے اور اس قدر ابتلائے عام ہے کہ اس سے بچنا تنگی و حرج کا باعث ہے اس لیے ایسے کپڑوں کو پاک ہی سمجھا جائے گا۔

---

[23]- Najm Al-Ḥasan Amrūhī, *Najm Al-Fatāwī* (Karāchī: Nashr wa-Āshāt Dār Al-'Ulūm Yāsīn Al-Qur'ān, 1431H), vol. 2, p. 60

[24]- Muḥammad Amīn bin ʿUmar Al-Dimashqī, *Radd Al-Muḥtār ʿalā al-Durr Al-Mukhtār* (Bayrūt: Dār Al-Fikr, n.d.), vol. 1, p. 102

فتاوی عثمانی میں ہے:

اصل میں تو کسی دھوبی کو مقرر کرتے وقت اس بات اطمینان کرنا چاہیے کہ وہ کپڑوں کو پاک کرکے دھوتا ہے یا نہیں، لیکن جب تک ناپاک پانی سے دھونے کا صرف اندیشہ ہو اس وقت تک ابتلائے عام کی بناء پر ان کی طہارت ہی کا حکم جاتا ہے۔[25]

ت. سفر یا عذر کی وجہ سے نماز جمعہ کے ترک میں رخصت

اگر کوئی شخص سفر پر ہے یا کوئی ایسا عذر لاحق ہے کہ جس سے جمعہ کی نماز ادا کرنے میں سخت دشواری اور تنگی کا سامنا ہے مثلاً بیمار ہے یا اس طرح کو کوئی اور عذر ہے تو ایسی صورت میں اس شخص کو حرج اور دشواری سے بچانے کے رخصت ہوگی کہ وہ جمعہ کی نماز ترک کر سکتا ہے۔

کفایت المفتی میں ہے:

اگر کوئی شخص سفر میں ہے اور جمعہ کی نماز کا وقت آجائے تو اس پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ہوگی پڑھ لے تو بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو اسے اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ جمعہ کی نماز کو ترک کرکے ظہر کی نماز ادا کرلے۔[26]

امداد الفتاوی میں ہے:

اسی طرح اگر کوئی شخص بوجہ ضعف اور بیماری کے جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں نہ جاسکے یعنی بہت زیادہ مشقت و دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا تو ایسے عذر کی وجہ سے بھی جمعہ کی نماز ساقط ہو جائے گی۔[27]

ث. حالت جنابت میں روزہ رکھنے کی رخصت

بسا اوقات وقت کی کمی یا کسی عذر کی وجہ سے اگر کوئی فرد سحری سے پہلے غسل جنابت نہ کرسکے تو اس کے لیے رخصت ہے کہ وہ غسل کیے بغیر سحری کرکے روزہ رکھ لے اور بعد میں غسل جنابت کرلے۔ کیونکہ سحری نہ کرنے سے ہو سکتا ہے حرج لازم آئے اور اس کا اثر روزے پر پڑے۔ لیکن بغیر عذر کے غسل میں تاخیر کرنا درست نہیں ہے کیونکہ بلاوجہ اتنی تاخیر کرنا کہ فجر کی نماز قضا ہو جائے گناہ کا سبب ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے کہ:

حالت جنابت میں روزہ درست ہے۔ اس سے روزے میں کوئی نقص وخلل نہیں آئے گا کہ طہارت باجماع ائمہ اربعہ شرط صوم نہیں ہے البتہ وہ شخص نمازیں قصداً چھوڑنے کے سبب اشد گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔[28]

---

[25]- Maulānā Taqī ʿUthmānī, *Fatāwī ʿUthmānī* (Karāchī: Maktabah Maʿārif Al-Qur'ān, 2010), vol. 1, p. 320

[26]- Kifāyat Allāh Dehlawī, *Kifāyat Al-Muftī* (Karāchī: Dār Al-Ashʿāt, 2001), vol. 3, p. 292

[27] - Maulānā Ashraf ʿAlī Thānawī, *Imdād Al-Fatāwī* (Karāchī: Dār Al-Ashʿāt, n.d.), vol. 3, p. 202

[28]- Imām Aḥmad Riẓā, *Fatāwī Riẓawīyah* (Lahore: Riẓā Foundation, 2006), vol. 4, p. 615

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

«أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلاَمٍ، ثُمَّ يَصُومُهُ»[29]

نبی کریم ﷺ صبح اگر حالت جنابت میں فرماتے جماع کی وجہ سے نہ کہ احتلام کی وجہ سے تو آپ ﷺ روزہ رکھ لیتے۔

ج۔ ذہنی توازن درست نہ ہونے کی صورت میں روزوں کی رخصت

اگر کوئی شخص اتنا ذہنی توزان کھو دے کہ اس کو کسی چیز کی تمیز باقی نہ رہے اور جنون کی یہ کیفیت بدستور جاری رہے تو شریعت ایسے شخص سے احکام کو اٹھا لیتی ہے۔ ایسے شخص پر نہ تو نماز لازم رہتی ہے اور نہ ہی روزہ۔ ایسے شخص کو حرج سے بچانے کے لیے شریعت رخصت دے دیتی ہے کہ اس کے ذمے نہ نماز و روزہ ہے اور نہ ہی ان کی قضاء و کفارہ جب تک کہ ٹھیک نہیں ہو جاتا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"مسلوب الحواسی کی اعلی قسم تو جنون ہے والعیاذ باللہ منہ، اور ادنی قسم عتہ، جس کے صاحب کو معتوہ کہتے ہیں۔ اس میں بھی اسی قدر ضرورت ہے کہ تدبیریں اس کی ٹھیک نہ رہیں، سمجھ اس کی درست نہ ہو، باتوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہے۔ ابھی بیٹھا ہے خوب ہوش و حواس کی باتیں کر رہا ہے، ابھی خرافات و ہذیانات بکنے لگا، سودائیوں کی طرح مہمل و بے معنی بکنے لگا، یہاں تک کہ شریعت مطہرہ اس کے اوپر سے اپنی تکلیفیں اٹھا لیتی ہے اور نماز و روزہ تک اس کے اوپر فرض نہیں رہتا۔"[30]

اسی طرح فتاویٰ رضویہ میں ہی ہے کہ:

"اس کی عقل میں قصور اور حواس میں فتور اس درجہ ہو گیا کہ نجاست و طہارت میں تمیز نہیں کرتی اور قلت فہم و اختلاط کلام و فساد تدبیر اسے لازم، تو وہ معتوہ ہے اور کل تصرفات قولیہ سے مجورہ۔"[31]

ح۔ حائضہ سے طواف وداع کا ساقط ہونا

مکہ مکرمہ سے حج و عمرہ کی ادئیگی کے بعد رخصت ہوتے وقت جو طواف کیا جاتا ہے وہ طوافِ وداع کہلاتا ہے، یہ طواف واجب ہے، لیکن اگر مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت عورت حالتِ حیض میں ہو تو اس طواف کو چھوڑ دے، حیض کی وجہ سے طوافِ وداع چھوڑنے سے کوئی کفارہ، دم یا قضا لازم نہیں ہو گی۔

---

[29]- Muḥammad bin Ismāʿīl Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ Al-Ṣaḥīḥ* (Dār Ṭawq Al-Najāh, 1422H), Bāb Ightisāl Al-Ṣāʾim, ḥadīth no. 1931, vol. 3, p. 31

[30]- Imām Aḥmad Riżā, *Fatāwī Riżawīyah*, vol. 19, p. 619

[31]- Imām Aḥmad Riżā, *Fatāwī Riżawīyah*, vol. 25, p. 384

کتاب النوازل میں ہے:

ایک خاتون جو کہ کسی قافلہ کے ساتھ تھی اور قافلہ کی روانگی کا وقت آگیا اور ابھی عورت نے حیض کی ناپاکی کے سبب طوافِ وداع نہ کیا ہو تو ایسی صورت میں حکم شرعی ہے کہ اس سے طوافِ وداع کا وجوب ساقط ہو جائے گا لہٰذا ایسی صورت میں وہ خاتون طوافِ وداع کے بغیر وطن واپس ہو سکتی ہے۔[32]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب یہ عرض کیا گیا کہ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے ایام شروع ہو گئے ہیں، مگر انہوں نے طواف افاضہ کر لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فأنفروا اِذَن[33]"پھر کوئی حرج نہیں سفر کے لئے نکل پڑو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ[34]

"لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ رخصت ہونے سے قبل ان کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہونا چاہیے، البتہ حائضہ عورت سے تخفیف کر دی گئی ہے۔"

خ. زکوۃ پیشگی ادا کرنے کی رخصت

صاحبِ نصاب آدمی جس پر زکوۃ فرض ہے اس کے لیے افضل تو یہی ہے کہ وقت پر ہی زکاۃ ادا کی جائے، لیکن کسی ضرورت مثلاً قحط سالی ہو یا جہادی ضروریات یا اس طرح کے دیگر مسائل کی وجہ سے سال مکمل ہونے سے پہلے اپنے مال کی زکاۃ ادا کرنا چاہے تو اسے زکوۃ ادا کرنے کی رخصت ہو گی اور ایسا کرنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی لیکن رقم دینے سے پہلے یا دیتے وقت زکاۃ کی نیت ضروری ہے، رقم دے دینے کے بعد نیت کا اعتبار نہیں ہو گا۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

ایک شخص جس پر ابھی سال مکمل نہیں ہوا اور وہ زکوۃ کی ادائیگی قبل از وقت کرنا چاہے تو ایسا کرنا درست ہو گا اور اس سے زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی لیکن اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ پیشگی ادائیگی کے لیے رمضان کے مہینے کا انتخاب کرے کیونکہ ثواب زیادہ ہو گا۔[35]

کتاب النوازل میں ہے کہ زکوٰۃ کی پیشگی ادائیگی کرنا درست ہے اور ایسا کرنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔[36]

---

32 - Sayyid Salmān Manṣūr Pūrī, *Kitāb Al-Nawāzil* (Murādābād: Al-Markaz Al-ʿIlmī Li-Nashr wa-Al-Tahqīq, 2014), vol. 7, p. 632

33 - Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ Al-Ṣaḥīḥ*, ḥadīth no. 1757

34- Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʿ Al-Ṣaḥīḥ*, Bāb Ṭawāf Al-Wadāʿ, ḥadīth no. 1755
Muslim bin Ḥajjāj Al-Nīsābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Bayrūt: Dār Iḥyāʾ Al-Turāth Al-ʿArabī, n.d.), Bāb Wujūb Ṭawāf Al-Wadāʿ wa-Suqūṭuh ʿan Al-Ḥāʾiḍ, ḥadīth no. 1328

35- Imām Aḥmad Riẓā, *Fatāwī Riẓawīyah*, vol. 10, p. 190

36- Sayyid Salmān Manṣūr Pūrī, *Kitāb Al-Nawāzil*, vol. 6, p. 348

د. مرد کے لیے اپنی منگیتر کو دیکھنے کی رخصت

دین اسلام میں غیر محرم کو دیکھنے اور ملنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ لیکن بعض مقامات ایسے ہیں جہاں غیر محرم کو دیکھنے کی رخصت دی گئی ہے۔ انہی میں سے پیغام نکاح بھیجے والے کے لیے اپنی منگیتر کو دیکھنے کی شریعت نے نہ صرف رخصت دی ہے بلکہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا۔ ارشاد فرمایا:

اذا خطب أحدكم المرأة، فأن استطاع ان ينظر منها إلى ما يدعوه إلى نكاحها، فليفعل [37]

"جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے، پس اگر وہ اس کو دیکھنے کی چاہت رکھے تا کہ اس سے نکاح کر سکے، تو اسے ایسا کرنا چاہیے"۔

علامہ سیوطیؒ نے اسے رخصت شمار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ومنه إباحة النظر عند الخطبة[38] "اور نکاح کے لیے عورت کو دیکھنا جائز ہے"۔

جامع الفتاوی میں ہے:

جس عورت کو نکاح کا پیغام بھیجنے کا ارادہ ہو اس کو ایک نظر دیکھ لینا چاہیے تا کہ بعد کی آنے والے حرج سے بچا جا سکے اور دیکھنے کا یہ معاملہ چوری چھپے ہونا چاہیے۔ باقاعدہ طور پر خوب زیب وزینت اختیار کر کے اور دیگر کرافات جو کہ حیا اور شرافت کے منافی ہوں ان سے گریز کرنا چاہیے۔[39]

کتاب النوازل میں ہے:

نکاح سے قبل لڑکے والوں کا لڑکی کو دیکھنا اور لڑکی والوں کا لڑکا دیکھنا اور اظہار تعلق کے لئے ایک دوسرے کو ہدیہ دینا شرعاً جائز ہے۔ اور جس لڑکی سے نکاح کا اِرادہ ہو تو کسی بہانہ سے اس کا چہرہ اور ہتھیلیاں دیکھنے کی گنجائش ہے؛ لیکن دیگر اَعضاء کو بلاحائل دیکھنے کی قطعاً اِجازت نہیں ہے۔[40]

نجم الفتاوی میں ہے:

منگنی نکاح کا وعدہ ہے نکاح نہیں اور جب تک نکاح نہیں ہو جاتا دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہیں اور پردہ ضروری ہے اس لئے نکاح سے پہلے کسی قسم کی ملاقات وگفتگو کرنا جائز نہیں البتہ جس سے نکاح کرنا ہو شریعت نے اسے صرف ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت دی ہے۔[41]

---

37 -Abū Dāwūd Salmān bin Ashʿath, *Sunan Abī Dāwūd* (Bayrūt: Al-Maktabah Al-ʿAsriyah, n.d.), Kitāb Al-Nikāḥ, Bāb Fī Al-Rajul Yanẓur ilā Al-Marʾah Wa-Huwa Yurīd Tazwījah, hadīth no. 2080
38- Jalāl Al-Dīn Al-Suyūṭī, *Al-Ashbāh wa-Al-Nazāʾir* (Dār Al-Kutub Al-ʿIlmiyyah, 1411H), p. 79
39- Muftī Meherbān ʿAlī, *Jāmiʿ Al-Fatāwī* (Multān: Idārah Tālīfāt Ashrafīyah, 1429H), vol. 10, p. 13
40- Sayyid Salmān Manṣūr Pūrī, *Kitāb Al-Nawāzil*, vol. 8, pp. 42, 46
41- Najm Al-Ḥasan Amrūhī, *Najm Al-Fatāwī*, vol. 4, p. 60

مندرجہ بالا دلائل سے یہ واضح ہوا کہ خاطب کے لیے عدم شہوت کے ساتھ اپنی ہونے والی منگیتر کے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے۔ اور یہ رخصت اس لیے ہے تا کہ بعد میں پیش آنے والے مسائل اور تنگی سے بچا جا سکے۔

ذ. بیوی کو مہر معاف کرنے کی رخصت

بیوی اگر چاہے تو شوہر کے لیے مہر کو معاف بھی کر سکتی ہے لیکن یہ معافی از خود اور خوشی سے ہو۔ اگر کسی جبر و اکراہ کی وجہ سے ہو گی تو اسکو معافی تصور نہیں کیا جائے گا۔ بیوی اگر خاوند کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یا کسی اور عذر کیوجہ سے از خود مہر معاف کر دے تو شوہر سے اس کی ادائیگی ساقط ہو جائے گی۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل:

حق مہر عورت کا شوہر کے ذمہ قرض ہے، اگر صاحب قرض مقروض کو زبانی یا تحریری طور پر معاف کر دے تو معاف ہو جاتا ہے، اسی طرح مہر بھی عورت کے معاف کر دینے سے معاف ہو جاتا ہے۔[42]

خیر الفتاوی میں ہے کہ:

> اگر عورت بخوشی مہر معاف کرے تو مہر معاف ہو جاتا ہے اور عورت کے معاف کر دینے کے بعد ولی بھی مہر کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔[43]

کتاب الفتاوی میں ہے:

> حقوق معاف ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ معاف کرنے والا بغیر کسی جبر و اکراہ کے معاف کرے لہذا اگر شوہر فوت ہو گیا اور بیوی نے بغیر کسی دباؤ کے مہر معاف کر دیا تو یہ معاف ہونے کے لیے کافی ہے۔[44]

ر. مویشیوں کو بٹائی پر دینا

میویشوں کو بٹائی پر دینا یعنی آج کل مویشیوں میں بٹائی پر ادھار اور لین دین عام ہو گیا ہے فقہائے حنابلہ کے ہاں تو اس کی اجازت ہے لیکن احناف اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن حیلہ بتلایا ہے کہ اس کا آدھا حصہ پرورش کرنے والے کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے اور اس کو قیمت سے بری الذمہ کر دیا جائے تو اس طرح دونوں جانور میں شریک ہو جائیں گے اور منافع میں بھی دونوں کی شرکت ہو جائے گی۔ اب اس مسئلہ میں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے حنابلہ کے نقطہ نظر کو اختیار کرنے کی گنجائش دی ہے[45] اور مولانا سیف اللہ خالد رحمانی کا فتوی بھی اسی پر ہے۔[46] کیونکہ ان

---

[42]- Maulānā Yūsuf Ladhīānwī, *Āp ke Masā'il Aur Un Kā Ḥall* (Karāchī: Maktabah Ladhīānwī, 2011), vol. 5, p. 262
[43]- Khayr Muḥammad Jālandharī, *Khayr Al-Fatāwī* (Multān: Maktabah Imdādīyah, n.d.), vol. 4, p. 533
[44]- Khālid Saif Allāh Raḥmānī, *Kitāb Al-Fatāwī* (Karāchī: Zamzam Publishers, 2007), vol. 4, p. 393
[45] -Thānawī, Ashraf ʿAlī, *Maulānā Imdād Al-Fatāwī*, Maktabah: Dar Al-ʿUlūm, Karāchī, vol. 3, p. 243
[46] -Khālid Saif Allāh Raḥmānī, *Jadīd Fiqhī Masā'il* (Karāchī: Zamzam Publishers, 2010), vol. 1, p. 275

کے نزدیک مویشیوں کو بٹائی پر دینے کا عرف اور رواج ہو چکا ہے اس لیے عرف اور رواج کی بنیاد پر عدم حرج کو اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے فتوی دیا گیا ہے۔

ز. رقوم کے منتقلی کے جدید طریقوں میں رخصت

آجکل بڑی رقوم کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کے لیے چیک، ڈرافٹ، پوسٹل و منی آرڈر کو آسانی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے بعض فقہاء نے اس صورت کو ناجائز و مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس پر سفتجہ کی صورت لازم آتی ہے۔ لیکن لوگوں کے تعامل کی وجہ سے رخصت دی گئی تا کہ لوگ حرج اور تنگی سے بچ سکیں۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

> کیونکہ رقوم کی منتقلی کے مذکورہ طریقوں میں تعامل اس درجہ کا ہو چکا ہے کہ اس سے گریز مشکل ہو گیا ہے۔[47] چونکہ فقہاء کے نزدیک یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے اس لیے اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تعامل الناس کی وجہ سے عدم حرج کو بنیاد بنا کر فتوی دیا گیا ہے۔

خلاصہ بحث

دین اسلام آسان اور سہل دین ہے۔ چونکہ اللہ تعالی انسان کی طبائع اور ضروریات کو بخوبی جانتے ہیں اس لیے تمام احکام میں انہیں ضرورتوں اور مصلحتوں کو بنیاد بناتے ہوئے انسانی زندگی سے ہر طرح کی تنگی اور حرج کو دور کیا ہے۔ جہاں کوئی کام یا حکم انسانی بساط سے باہر ہوتا ہے یا اسے عمل کرنے میں مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہاں یا تو اس حکم کو ہی ختم کر دیا جاتا ہے یا پھر اس حکم کو نوعیت کو ہی بدل دیا جاتا ہے۔ ہر مسلمان کو یہ بات معلوم ہے کہ اس کے لیے صرف عبادات یعنی نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ ہی میں احکام شریعت کی پابندی ضروری نہیں ہے بلکہ تمام شعبہ ہائے زندگی مثلاً کھانے پینے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، تجارت و کاروبار، خاندانی زندگی، لوگوں کے حقوق، جرم و سزا، سیاسی مسائل، مختلف قوموں کے ساتھ ارتباط غرض کہ زندگی کا کوئی شعبہ نہیں جس میں وہ اللہ تعالی کے احکام سے آزاد ہو اور یہ بھی کہ اس کی دنیا و آخرت کی بھلائی احکام شریعت کی پیروی سے جڑی ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے "اصول عدم حرج" کو تمام شرعی احکام کی بنیاد بنایا گیا تا کہ شرعی احکام پر عمل سہل اور آسان رہے اور اسی بنیاد کو دور حاضر کے مفتیان کرام نے معاصر و جدید مسائل میں اپنے فتاوی کی بنیاد بنایا ہے اور ہر باب میں جہاں جہاں کوئی دشواری ہو سکتی تھی مخصوص حدود و شرائط کے ساتھ وہاں حرج کو دور کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

---

47 -Khālid Saif Allāh Raḥmānī, *Jadīd Fiqhī Masā'il*, vol. 1, p. 255

Bibliography / کتابیات

* Aḥmad bin Muḥammad Al-Fayūmī, *Al-Miṣbāḥ Al-Munīr* (Bayrūt: Al-Maktabah Al-Ilmiyyah, n.d.)
* Ibn Manẓūr, Al-Afrīqī, *Lisān Al-ʿArab* (Bayrūt: Maktabah Dār Ṣādir, 1414H)
* Ṣāliḥ bin ʿAbdullāh bin Ḥamīd, *Rafʿ Al-Rajʿ Fī Al-Sharīʿah Al-Islāmīyah* (Maktabah Iḥyāʾ Al-Turāth Al-Islāmī, 1403H)
* Ibrāhīm bin Mūsā Al-Shāṭibī, *Al-Muwāfaqāt* (Dār Ibn ʿAfān, 1417H)
* Dr.ʿUmar Kāmil, *Al-Rukhsah Al-Sharʿīyah Fī Al-Uṣūl wa-Al-Qawāʿid Al-Fiqhīyah* (Makkah Al-Mukarramah: Al-Maktabah Al-Makkīyah, 1420H)
* Muḥammad bin Yazīd Al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah* (Dār Iḥyāʾ Al-Kutub Al-ʿArabīyah, n.d.)
* Muḥammad bin ʿAbd Al-Razzāq Al-Zubaydī, *Tāj Al-ʿArūs* (Dār Al-Hidāyah, n.d
* ʿAbd Al-Raḥmān bin ʿAlī bin Muḥammad Al-Jawzī, *Zād Al-Masīr Fī ʿIlm Al-Tafsīr* (Bayrūt: Dār Al-Kitāb Al-ʿArabī, 1422H)
* Majd Al-Dīn Abū Al-Saʿādāt Ibn Al-Athīr, *Al-Nihāyah Fī Gharīb Al-Ḥadīth wa-Al-Athar* (Bayrūt: Al-Maktabah Al-Ilmiyyah, 1399H)
* Sayyid Salmān Manṣūr Pūrī, *Kitāb Al-Nawāzil* (Murādābād: Al-Markaz Al-ʿIlmī Li-Nashr wa-Al-Tahqīq, 2014)